۶۸

جلسہ سالانہ کے چندہ کی تحریک زور سے کی جائے

(فرمودہ ۲۳/ نومبر ۱۹۲۸ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

آج میرا منشاء تھا کہ دو تین امور کے متعلق تفصیل سے بیان کروں لیکن صبح سے سر میں درد محسوس کرتا ہوں جو اس وقت زیادہ ہو گیا ہے اس لئے تفصیل سے بیان نہیں کر سکتا لیکن اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ جلسہ سالانہ خدا تعالیٰ کے فضل سے قریب آرہا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ منتظمین نے اس کی طرف ابھی تک زیادہ توجہ نہیں کی اور مقامی جماعت نے بھی ابھی تک چندے میں حصہ نہیں لیا حالانکہ اخلاقی طور پر مہمانداری کی ذمہ داریاں زیادہ تر مقامی جماعت پر ہی عائد ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ قادیان کو مذہبی لحاظ سے جو اہمیت حاصل ہے اسے مدنظر رکھتے ہوئے بھی زیادہ قربانیاں کرنا یہاں کے رہنے والوں کا فرض اولین ہے۔

اس وقت تک بیت المال کے منتظمین نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ اس قسم کی غفلت سے ایک تو یہ نقصان ہوتا ہے کہ انتظام کرنے والے صحیح طور پر انتظام نہیں کر سکتے کیونکہ ان کو وقت پر روپیہ نہیں مل سکتا۔ وہ اچھی چیزیں نہیں خرید سکتے دوسرا نقص اس سے یہ ہوتا ہے کہ ان تحریکوں کو اگر پیچھے ڈال دیا جائے تو عام چندوں سے روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے اور اس طرح ان لوگوں کو جو نہایت معمولی گذارہ پر یہاں کام کرتے ہیں تنخواہیں نہیں مل سکتیں جس سے انہیں تکلیف پہنچتی ہے۔ اسی طرح دوکانداروں کو بھی جن کی آمد دوسری جگہوں کی نسبت بہت کم ہوتی ہے روپیہ مہیا نہیں ہو سکتا۔ خصوصاً اس موسم میں چونکہ سردی کا آغاز ہوتا ہے اس لئے ہر شخص کو کچھ نہ کچھ کپڑوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ کسی نے لحاف بنوانا ہوتا ہے کسی کو کسی اور گرم کپڑے کی ضرورت ہوتی ہے اور اس سے علاوہ نقصان کے طبائع پر برا اثر پڑتا ہے۔

مجھ سے وہ اعلان مخفی نہیں جو اخباروں میں شائع ہوئے ہیں اور جنہیں شاید کارکن پیش کریں مگر جس رنگ میں یہ تحریک کی جانی چاہئے تھی اس رنگ میں نہیں پیش کی جاتی۔ اس تحریک کو تو نومبر کے شروع میں جاری کر دینا چاہئے تھا تا بعد میں تکالیف نہ ہوں۔ میں ان کارکنوں کو بھی اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو خاص جلسہ کے متعلق کام کرتے ہیں کہ اب ہمارا جلسہ خدا کے فضل سے اس حد تک ترقی کر چکا ہے کہ اس کے اخراجات کے لئے ایک بڑی رقم کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کے اخراجات آہستہ آہستہ ترقی کر کے اٹھارہ ہزار پر پہنچ گئے ہیں۔ اور اب جب کہ ریل آگئی ہے تعجب نہیں کہ وہ یکدم بہت زیادہ ہو جائیں اس لئے ایسے کارکنوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس احتیاط سے کام کریں کہ خرچ کم سے کم ہو کیونکہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یا تو دوسرے کام بند کرنے پڑیں گے اور یا پھر جلسہ میں آنے والوں کے لئے روکیں ڈالنی پڑیں گی۔ کیونکہ ہم کسی تحریک کو اسی وقت تک چلا سکتے ہیں جب تک اس کے اخراجات کے برداشت کرنے کی طاقت ہم میں موجود ہو اور جب اخراجات برداشت کی طاقت سے بڑھ جائیں تو اس کام میں روکیں ڈالنی پڑتی ہیں۔ اور ہمیشہ جب کسی کام میں روکیں پیدا کی جائیں تو اس کی طرف سے لوگوں میں غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔ مدرسہ احمدیہ میں پہلے بہت زیادہ طالب علم آنے لگے تھے۔ میں نے منتظمین سے کہا کہ اس میں کچھ روک ڈال دو تا اس کثرت سے نہ آئیں اور روک ڈالنے کا اب یہ نتیجہ ہوا ہے کہ طلباء کی تعداد میں بہت زیادہ کمی ہو گئی ہے۔ جب روک ڈالی جائے تو طبائع میں جوش کم ہو جاتا ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جتنی کمی کی ضرورت ہوتی ہے اس سے بہت زیادہ کمی ہو جاتی ہے۔

لیکن یہ جلسہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے حکم سے ایسے رنگ میں قائم کیا ہے کہ جماعت کے لئے خدا تعالیٰ کی بہت سی برکات اس سے وابستہ ہیں اس لئے شرعاً اس میں روک پیدا کرنا بھی درست نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دوسرے کام بند کرنے پڑیں گے لیکن یہاں کوئی بھی کام معمولی نہیں جسے بند کیا جا سکے۔ لنگر خانہ، تبلیغ، تعلیم و تربیت وغیرہ سب کام ضروری ہیں۔ پس بہترین ذریعہ یہی ہے کہ اخراجات ایسے رنگ میں کئے جائیں کہ خرچ کم ہو اور آدمی زیادہ آئیں۔ سوائے اقتصاد اور کفایت شعاری کے اور کوئی ذریعہ نہیں۔ کارکنوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ جب آدمی کوشش کرے تو کوئی نہ کوئی رستہ ضرور نکال لیتا ہے۔ مثلاً میں نے انگلستان میں دیکھا ہے وہاں یہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی

آدمی کسی ہوٹل یا ریسٹورنٹ یا کسی اور ایسی جگہ جائے جہاں خادم ہوں تو اسے ان خادموں کو کچھ نہ کچھ دینا پڑتا ہے اور یہ رواج وہاں اتنا اہم ہو گیا ہے کہ بعض ہوٹلوں نے اسے اپنے قوانین میں داخل کرلیا ہے اور بل کے ساتھ نوکر کے لئے بھی کچھ نہ کچھ وصول کر لیتے ہیں۔ مثلاً بل دیتے وقت اگر دس آنہ کا کھانا ہو گا تو ایک آنہ ساتھ نوکر کا جمع کر کے گیارہ آنہ وصول کریں گے۔ اور اس کا یہاں تک اثر ہے کہ بعض ہوٹل اپنے نوکروں کو تنخواہ نہیں دیتے بلکہ الٹا ان سے کچھ وصول کرتے ہیں۔ تو یہ رواج ہے اور اس کے لئے وہاں لوگ لازماً نوکروں کو تنخواہیں کم دیتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں ان کو دوسری آمدنی ہو جائے گی۔ جس طرح گورنمنٹ ڈاکٹروں کو تنخواہیں کم دیتی ہے کہ ان کو فیس سے بھی آمدنی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ولایت کے ہوٹلوں کے نوکروں کو بھی تنخواہیں کم ملتی ہیں۔ لیکن وہاں ایک کمپنی ہے جس کے A. B. C نام سے تقریباً ہر جگہ ہوٹل موجود ہیں۔ لندن کے شہر میں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر ان کے ریسٹورنٹ پائے جاتے ہیں۔ ان کا یہ قانون ہے کہ کسی نوکر کو کچھ نہ دیا جائے اور ظاہر ہے کہ اس وجہ سے انہیں لازماً نوکروں کو بہت زیادہ تنخواہیں دینی پڑتی ہوں گی۔ مگر وہ صرف ۶ آنے میں پوری چائے مہیا کرتے ہیں۔ یعنی پیسٹری وغیرہ سمیت اور یہ ایسا کم نرخ ہے کہ یہاں ہندوستان میں بھی اتنی سستی چائے نہیں مل سکتی۔ میں اور ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب ایک دفعہ جا رہے تھے میں نے کہا آؤ تجربہ کریں ہم چلے گئے اور اچھی طرح دونوں نے چائے پی مگر بل انہوں نے صرف ۱۲ آنے کا دیا حالانکہ میرا اندازہ اس سے بہت زیادہ کا تھا اور دوسری جگہوں پر بھی اس سے بہت زیادہ چارج کیا جاتا ہے۔ دکان آدمی ہمیشہ فائدہ کے لئے کرتا ہے مگر جس چائے کے لئے دوسرے ڈیڑھ دو روپیہ لیتے ہیں وہ صرف ۶ آنے میں دے دیتے ہیں۔ اور یہ ضروری ہے کہ انہیں ۶ آنے میں بھی فائدہ ہوتا ہو گا ورنہ ان کو کیا پڑی ہے کہ نقصان کے لئے اتنی دکانیں جاری کریں۔ ضروری ہے کہ غور کر کے انہوں نے کوئی ایسی تدبیر نکالی ہو جس سے نوکروں کو بھی زیادہ تنخواہیں دے کر ۶ آنے میں بھی نفع حاصل کر سکیں یہ ہمارے کارکنوں کے لئے سبق ہے۔ انسان جب غور کرے تو وہ ضرور کوئی نہ کوئی رستہ نکال لیتا ہے۔ کارکن کہہ دیتے ہیں اب کے دو ہزار آدمی زیادہ آئے تھے اس لئے خرچ دو ہزار زیادہ ہو گیا حالانکہ ان کے کام کی خوبی یہ ہے کہ آدمی دو ہزار زیادہ آئیں مگر وہ خرچ دو ہزار کم کر کے دکھائیں۔ انہیں دیکھنا چاہئے کہ ہماری جماعت غریب جماعت ہے اس لئے خرچ کو جس قدر بھی ہو سکے محدود کرنا

چاہئے اور تھوڑے روپیہ میں زیادہ کام کرنا چاہئے۔ جماعت کے دوستوں کو بھی میں نصیحت کرتا ہوں کہ گو کام کرنے والوں نے ان سے مدد نہیں مانگی مگر پھر بھی ان کے ذہن میں اگر کوئی مفید تجویز ہو جس سے اخراجات میں تخفیف ہو سکے تو اسے پیش کریں۔ میں نے اس کے لئے پچھلے سال ایک کمیٹی بنائی تھی مگر باوجود اس کے اخراجات میں کمی نہیں ہوئی اس لئے اگر کوئی ایسے دوست ہوں جو کوئی ایسی تجویز بتا سکیں جس سے اخراجات میں کمی ہو سکے تو انہیں خود چاہئے کہ اپنی باتوں کو زور سے پیش کریں۔ اگر ان کی تجویز درست ہوئی تو انہیں ثواب بھی ہوگا اور سلسلہ کو فائدہ بھی پہنچے گا۔ اور اگر ان کی تجویز نہ مانی گئی تو ان کو ثواب ضرور ہو جائے گا اور اگر وہ درست ہے اور پھر کوئی اسے نیک نیتی سے رد کرتا ہے تو بھی دونوں کو ثواب ہو گا اور اگر کوئی جان بوجھ کر اسے رد کرے گا تو اس صورت میں بھی ان کو ثواب پہنچے گا اور جان بوجھ کر رد کرنے والے کو گناہ ہو گا۔ پس دوستوں کو چاہئے کہ ایسے کاموں میں شرمایا نہ کریں۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری مانی نہیں جاتی حالانکہ مشورہ دینے سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ کئی ایسے ظالم باپ ہوتے ہیں کہ بچوں کی تربیت و تعلیم کے متعلق ماں کی رائے کبھی نہیں سنتے مگر باوجود اس کے ماں اپنی رائے کا اظہار کرنے سے کبھی باز نہیں رہتی۔ تو ماننے یا نہ ماننے کے سوال کا اخلاص میں کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ سوچنا چاہئے کہ ہمارا اپنا کام ہے ہم ضرور دخل دیں گے۔ پس دوستوں کو چاہئے کہ کسی کے ذہن میں اگر کوئی مفید تجویز آئے تو ضرور پیش کریں اس کے علاوہ بعض کام جو مقامی جماعت نے ہی کرنے ہیں ان کی طرف بھی خاص خیال رکھنا چاہئے۔ مثلاً مکانات مہیا کرنا یا مہمانوں کی خدمت کرنا یا چندہ کی تحریک جب بھی ہو اس میں خصوصیت سے حصہ لینا چاہئے کیونکہ وہ میزبان ہیں۔ مہمان نوازی کے اخراجات چونکہ یہاں کے لوگ برداشت نہیں کر سکتے اس لئے باہر سے امداد لی جاتی ہے ورنہ اخلاقی طور پر مہمان نوازی ان کا ہی فرض ہے۔

باہر سے چند ایک خطوط اس قسم کے بھی موصول ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ بغیر تحریک کے چندہ میں حصہ لے رہے ہیں اور انہیں اس بات کا احساس ہے کہ اس سال ریل کی وجہ سے زیادہ لوگ آئیں گے اور ایک جماعت نے تو اس سال پچاس فیصدی زیادہ چندہ دیا ہے۔ پس میں یہاں کی جماعت کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ چندہ میں دوسری جماعتوں سے زیادہ حصہ لے اور میں امید کرتا ہوں کہ ناظر اور کارکن اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی طرف

توجہ کریں گے۔ یہ بھی غلطی ہوئی ہے کہ ان دنوں میں ٹورنامنٹ شروع کر دیا گیا ہے یہ دن ٹورنامنٹ کے لئے موزوں نہیں۔ ان ایام میں ساری توجہ جلسہ کی طرف ہونی چاہئے تھی۔ اور یہ طریق بھی غلط ہے کہ ہر کام میں سارا حصہ ناظر ہی لیں۔ اس سے دوسرے لوگوں میں کام کرنے کی عادت جاتی رہتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں جو کام کریں گے ناظر ہی کریں گے۔ دوسرے لوگوں کو بھی کاموں میں حصہ لینے کا موقع دینا چاہئے۔ سوائے اہم اور ضروری کاموں کے ناظروں کو حصہ لینا ہی نہیں چاہئے۔ میں اس کے متعلق پہلے بھی بیان کر چکا ہوں اگر ان کو کھیلنا ہو تو جاکر کھیلیں اور اس طرح ثابت کریں کہ وہ ماتحتی بھی کر سکتے ہیں صرف افسری کرنا ہی نہیں جانتے۔ یہ سخت بے اصولا پن ہے ناظر بیت المال کو ٹورنامنٹ کا سیکرٹری بنا دیا گیا وہ کچھ دن ٹورنامنٹ سے قبل اور کچھ دن بعد رپورٹ وغیرہ مرتب کرنے کے لئے کسی اور کام کی طرف توجہ نہیں دے سکے گا اور یہی وجہ ہے کہ جلسہ کی تحریک پوری طرح نہیں ہو سکی حالانکہ کوئی مدرس یا اور آدمی ٹورنامنٹ کا سیکرٹری بنایا جا سکتا تھا۔ ناظروں کو اگر ضرورت ہوتی تو کھیل وغیرہ میں شامل ہو جاتے یا دیکھ لیتے۔ غرض مقامی کام مقامی لوگوں کے سپرد ہونے چاہئیں تا دوسرے کام کرنے والوں کا وقت ضائع نہ ہو۔ امید ہے کہ آئندہ ناظر صاحبان مقامی کاموں میں دخل نہیں دیں گے۔ وہ بے شک کھیلوں میں شریک ہوں تا صحت نہ خراب ہو۔ رسول کریم ﷺ صحت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ آپؐ نے مسجد میں حبشیوں کا کھیل دیکھا۔ [1] گویا اس کو اتنا اہم کام سمجھا کہ مسجد میں کرا لیا۔ اگر ہم اس قسم کا کوئی کام کرائیں تو شور مچ جائے اور شاید احمدی بھی شور مچا دیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں ایسا نہیں ہوتا تھا۔ حضرت خلیفہ اول کے وقت میں نہیں ہوتا تھا یہ بھی بدعت شروع ہو گئی۔ مگر رسول کریم ﷺ نے ایسا کرنے کی اجازت دی۔ مسلمانوں نے آخر دنیا میں کام کرنے تھے اگر صحت کا خیال نہ رکھتے تو کام کس طرح کرتے۔ ایک مرتبہ تیر اندازی کا مقابلہ ہو رہا تھا رسول کریم ﷺ بھی جا کر ایک پارٹی میں شامل ہو گئے لیکن دوسرے فریق نے اس لئے تیر پھینکنے سے انکار کر دیا کہ ہم رسول کریم ﷺ کے مقابلہ میں کس طرح تیر چلائیں اس پر آپؐ علیحدہ ہو گئے۔ تو کھیلوں میں حصہ لینا ناجائز نہیں صرف انتظامی امور میں ناظروں کو دخل نہیں دینا چاہئے۔ کھیل کے لحاظ سے اس کی اہمیت میں نہیں گراتا۔ میں نے خود ٹورنامنٹ جاری کرایا تھا۔ قوم میں ولولہ اور امنگ اور آثار زندگی پیدا کرنے کے لئے میرے خیال میں یہ نہایت ضروری

اور مفید ہے۔ اور جرأت و بہادری پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ مثلاً کل جو لڑکے چھت سے کودتے تھے وہ نہایت جرأت اور بہادری کا کام ہے میں سمجھتا تھا میں تو نہیں کود سکتا لیکن چھ چھ سات سات برس کے لڑکے نہایت بے باکی سے کود رہے تھے۔ اس قسم کی باتوں سے فوجی سپرٹ پیدا ہوتی ہے اس لئے ناظر بے شک ان میں حصہ لیں مگر انتظامی امور میں حصہ نہ لیں۔ پھر اس قسم کی کھیلوں کے کام جلسہ کے قریب نہیں ہونے چاہئیں تا توجہ زائل نہ ہو۔ کارکنوں کو عقل اور دماغ پر زور دے کر ایسی تجاویز نکالنی چاہئیں کہ جلسہ کا خرچ بھی کم ہو اور انتظام بھی بہتر ہو سکے۔ باقی آدمی اور روپیہ کا لانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ کسی نے کہا ہے خود کوزہ' و خود کوزہ گرو خود گل کوزہ۔ اگرچہ یہ ہمہ اوست کا خیال ہے اور ان معنوں میں غلط ہے مگر اس میں شک نہیں کہ یہ اسی کا کام ہے۔ وہی روپیہ لانے والا ہے اور وہی لوگوں کو لانے والا ہے اور اسی سے دعا کرنے چاہئے کہ سب سامان درست ہو جائیں۔

خطبہ ثانیہ میں فرمایا:-

اگرچہ خطبہ میں بولنا منع ہے مگر کسی نے سوال کیا ہے کہ عورتیں بھی ٹورنامنٹ دیکھنے جاتی ہیں۔ میرے خیال میں یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ عورتیں کیوں نہ دیکھیں جب کہ انہوں نے بچے پیدا کرنے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے خود حضرت عائشہؓ کو حبشیوں کے کرتب دکھائے۔[1] پھر آپؐ ایک مرتبہ لڑائی سے واپس آرہے تھے تو لشکر کے سامنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ کی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بڑھ گئیں۔ پھر ایک دفعہ آپ بڑھ گئے اور فرمایا عائشہ تِلْکَ بِتِلْکَ یعنی یہ بدلا ہو گیا۔[2]

اگر عورتیں برقعہ پہن کر چل پھر سکتی ہیں تو وہاں جا کر بیٹھ جانے میں کیا حرج ہے۔

(الفضل ۳۰ / نومبر ۱۹۲۸ء)

۱۔ بخاری۔ کتاب الصلوٰۃ باب اصحاب الحرب فی المسجد

۲۔ ابو داؤد کتاب الجهاد باب فی السبق علی الرجل میں هٰذِهٖ بِتِلْكَ السَّبْقَةِ کے الفاظ ہیں۔